ترجمہ: حافظ عابد محمود قریشی
اسلام آباد

تصنیف: امام العصر علامہ شہید رحمہ اللہ

اقتباس البھائیہ

بہائی اور اُن کی تعلیمات

حسین علی مازندرانی اور ان کے بیٹے عباس آفندی نے جب ایک نئے دین اور ایک نئی شریعت بنانے کا فیصلہ کیا تو بات ان کی سمجھ میں آگئی کہ نیا بنایا جانے والا کوئی دین بھی خامیوں اور غلطیوں سے خالی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی ایسی شریعت بنائی جا سکتی ہے جو واہیات اور خرافات باتوں سے پاک ہو۔ خاص طور پر ایک ایسے وقت میں جبکہ آسمانی شریعت حقہ کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہو اور آسمانِ شریعت پر خدائی دین چودھویں کا چاند بن کر پورے عالم کو ہولناک تاریکیوں اور مہیب ظلمتوں سے نکال کر روشن و منور کر چکا ہو۔ خدا کے صادق امین رسول اور خاتم الانبیاء والمرسلین اپنے بعد لوگوں میں ایک ایسی روشن شریعت چھوڑ گئے ہیں جس کی رات بھی دن کی مانند روشن و پُرنور ہے اور جس کی راہ پر چلنے والا کبھی گمراہ و بے راہ نہیں ہو سکتا۔ اور جو اس راہ کو چھوڑ دے اسے کبھی ہدایت نہیں مل سکتی۔

وہ سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ اسلام نے ہر خیر و خوبی کی چیز کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ اسے دلائل کے ساتھ اور زیادہ مضبوطی و قوت بخشی ہے اور ہر ناحق کو دلائل و براہین کے ساتھ رد کر دیا ہے یا اُسے ذلیل و رُسوا کر کے پستی میں دھکیل دیا ہے۔

دونوں کی سمجھ میں پوری طرح یہ بات آچکی تھی اس لیے ان دونوں نے کوئی ایسی

نئی چیز پیش کرنے کی کوشش کی جسے وُہ خوب اچھال سکیں اور اس کا ڈھنڈورا پیٹ سکیں اور کہہ سکیں کہ وہ ایک ایسی چیز پیش کر رہے ہیں جسے پہلوں میں سے کسی نے پیش نہیں کیا۔ وہ اس چیز کو اپنی بلندیٔ شان، رفعت، مقام، اور اپنے قول و دعویٰ کی دلیلِ صداقت بنا سکیں کہ انہوں نے دنیا کو وُہ کچھ دیا جو ان سے پہلے کوئی نہ دے سکا۔

اس گہرے اور طویل ترین غور و خوض، دماغ سوزی اور فکر و تدبیر کا نتیجہ اُن پانچ تعلیمات کی شکل میں سامنے آیا۔

۱۔ (وحدتِ ادیان) کہ سب ادیان و مذاہب ایک ہو جائیں۔

۲۔ (وحدتِ ممالک) کہ سب ممالک ایک ہو جائیں۔

۳۔ (وحدتِ زبان) زبان سب کی ایک ہو جائے۔

۴۔ عالمگیر امن و سلامتی اور جنگوں کا خاتمہ۔

۵۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان برابری۔

یہ وُہ پانچ اصول ہیں جس کو بنیاد بنا کر بہائیوں نے اپنے دین کی عمارت استوار کی ہے اور یہی ان کے نزدیک معیار اور کسوٹی ہے حسین علی کے خدا اور عباس آفندی کے نبی ہونے کی۔ اس کے بارے میں بہائیوں کا دعوٰی ہے کہ جب سے یہ کائنات وجود میں آئی ہے دنیا میں اس جیسا نور نہیں آیا جس نے پورے عالم کو روشن کر دیا ہو۔ بہائیوں ہی نے اس نور کو پیدا کیا ہے اور دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ وُہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت دُنیا کو اور دنیا میں بسنے والے انسانوں کو اگر کسی چیز کی انتہائی ضرورت ہے تو وہ یہی چیزیں ہیں۔

ان افکار و خیالات کی قدر و قیمت، ان کی جدت، ان کی خوبی و خامی سے قطع نظر کرتے ہوئے اور ان کے ممکن العمل یا ناممکن العمل ہونے کی بحث کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم صرف یہ پوچھتے ہیں کہ، کیا ہر وُہ آدمی جو کوئی نیا تصور پیش کرے یا کوئی خوبصورت فکر پیش کرے اسے خدا یا نبی کہہ دیا جاتے؟ کتنے ہی فلسفی اور کتنے ہی مفکرین ایسے گزرے ہیں جنھوں نے اچھوتے خیالات، نہایت خوبصورت اور نئے تصورات دنیا کے سامنے پیش کیے ہیں۔ کیا وہ سب کے سب خدائی اور نبوت کے دعویدار تھے؟

اصل موضوع شروع کرنے سے پہلے ہم قارئین کرام کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرتے چلیں کہ یہ بات کہنا کس قدر حماقت و نادانی ہے اور اس سے فکر و سوچ کا کس قدر بودہ پن ظاہر ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ ارسطو، سقراط، بقراط سے لیکر کارل مارکس، لینن لکراؤ، ماؤزے تنگ، ڈارون، ہیگل کا ونٹ اور سارتر وغیرہ جیسے تصورات و تخیلات میں گم رہنے والے سارے عقلمند و بیوقوف اور افیمی خدا تھے یا خدا کے رسول تھے ——— العیاذ باللہ!

ان کے افکار و خیالات میں کئی مفید خیالات کے ساتھ ساتھ غیر مفید اور نقصان دہ تصورات بھی ہیں۔ صحیح کے ساتھ غلط اور غیر صحیح بھی ہیں۔ کیا ان سب کے تصورات و خیالات، ادیان و مذاہب اور ایمان و شریعت کا درجہ رکھتے ہیں۔ افسوس ان پر اور ان کی عقلوں پر۔

ان سب باتوں سے قطع نظر، کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تعلیمات صرف اور صرف بہائیوں ہی نے پیش کی ہیں؟ کیا واقعی یہ اچھوتی اور نئی تعلیمات ہیں؟ کیا یہ قوانینِ فطرت اور قوانینِ خداوندی سے موافق ہیں؟ اور کیا مازندرانی اور اس نے بیٹے عباس کے زمانے میں یہ نافذ ہوئیں؟ کیا خود ان دونوں کی ذات پر یہ نافذ رہیں؟ کیا ان تعلیمات کو اس دنیا میں نافذ کیا جا سکتا ہے؟

اس کے ساتھ ساتھ ہم ایک سرسری نظر خدا کے اس دین پر بھی ڈالتے چلیں گے، جس کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر، غائب و موجود ہر چیز کا علم رکھنے والے اور آسمانوں اور زمینوں کے خدا نے فرمایا ہے کہ:

"ان الدین عند اللہ الاسلام"

(اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے)[۱]

اسی خدا نے نبیِ ہاشمی، امامِ دو جہاں، رسول جن و انس پر آخری حج کے موقعہ پر عرفات کے دن یہ آیت نازل کی تھی کہ

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا"

---

[۱] آل عمران ۱۹

"آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کو از روئے دین پسند کر لیا ہے" ؎۲

ہم اس لیے اسلام پر بھی ایک سرسری نظر ڈالیں گے تا کہ خود ساختہ، جھوٹے اور انسانوں کے تیار کردہ اس دین میں فرق واضح ہو جائے جسے خدائے رحمان نے نازل کیا ہے کہ اس کے ذریعے اس کے بندے سیدھی راہ پر چلتے رہیں۔

حسین علی وحدت ادیان کے بارے میں کہتا ہے: اے زمین والو! اس ظہور اعظم کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ہم نے کتاب میں ہر اس چیز کو مٹا ڈالا ہے جو اختلاف، فساد، پھوٹ اور توڑ کا سبب تھی۔ اور اس کی جگہ وہ چیز رکھ دی ہے جو اتحاد، اتفاق اور جوڑ کا سبب ہے۔ خوش خبری ہے عمل کرنے والوں کے لیے" ؎۴

کوئی پوچھے کہ اگر حسین علی کا ظہور، جسے وہ ظہور اعظم کا نام دے رہا ہے، فساد اور پھوٹ ختم ہونے کا سبب ہے، اختلافات اور جھگڑے ختم ہونے کا سبب ہے۔ اور اس فضیلت کا سہرا بہائیوں اور ان کے موجد کے سر ہے تو پھر اُن میں آپس میں اختلاف و جھگڑا کیوں ہوا۔ اختلاف، پھوٹ اور علیحدگی کے ساتھ ساتھ، گالی گلوچ اور حتیٰ کہ خود مازندرانی اور اس کے بھائی مرزہ یحییٰ "صبح الازل" اور ان کے مریدوں اور متبعین کے درمیان جنگ و جدال تک کے واقعات رُونما ہوئے۔

کیا تاریخ نے اپنے سینے میں محفوظ نہیں کیا کہ حسین علی نے اپنے بھائی کی اطاعت و فرمانبرداری کا اعتراف و اقرار کرنے کے باوجود اس سے جھگڑنا اور اختلاف کرنا شروع کر دیا بلکہ ان کی جان لینے کے لیے باقاعدہ سازشیں شروع کر دیں اور اس کے کھانے میں زہر ملا کر دینے لگا۔ ؎۶

؎۲ المائدۃ ۳

؎۳ العمران ۸۵

؎۴ لوح العالم از مازندرانی

؎۵ الایقان از مازندرانی

؎۶ مفتاح باب الابواب ص ۲۳۶ ؎۵ بہاؤاللہ والعصر الجدید ص ۳۸

بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں کو اپنے اپنے مریدوں کے ساتھ الگ کر دیا گیا۔ ایک کو فلسطین کی طرف پھینک دیا گیا اور دوسرے کو قبرص کی طرف دھکیل دیا گیا اور ہر ایک کے ساتھ اس کے مخالفین میں سے چار چار آدمی بطورِ نگران متعین کر دیے گئے۔ وحدت ادیان کا یہ پرچارک ابھی فلسطین میں عکہ کے مقام پر پہنچا ہی تھا کہ اس نے

"جب ان نگرانوں سے خلاصی کی کوئی صورت نہ پائی تو حراب اور ساطور کے مقام پر رات کے اندھیرے میں سب کو ہلاک کر دیا" [۸]

اب یہ اسے برا بھلا کہتے اور گالیاں بکنے لگا۔ اس پر لعنت بھیجنے لگا جو نہ اس کے قبضہ میں آتا تھا اور نہ یہ اُسے ہلاک ہی کر سکتا تھا۔ یہ اُسے کس طرح بھی قتل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دیکھیے یہی ہے جو کہہ رہا ہے کہ:

کہہ دے اے ملعون اگر تو اللہ پر ایمان لے آتا تو اس کی غیرت، اس کے جلال، اس کے نور، اس کی روشنی، اس کی سلطنت و کبریائی اور اس کی قدرت اور اقتدار کا انکار کیوں کرتا۔ تو اس اللہ سے پہلو تہی کرنے والا ہے جس نے تجھے پیدا کیا ہے ..... خبردار رہو، کبھی اس سے بے فکر مت رہو اور نہ اس کے ساتھ کبھی احباب کی مجلسوں میں بیٹھا کرو" [۹]

اور یہ بات کہنے والا بھی یہی ہے کہ: یقیناً ہم نے تمہیں جھگڑے اور اختلاف سے بڑی سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ یہ اس ظہورِ اعظم کے بارے میں اللہ کا حکم ہے۔ اس نے مٹ جانے سے تمہیں محفوظ رکھا اور تمہیں تمہارے وجود سے زینت بخشی .... کہہ دو اے بندو، اسباب انتظام کو افتراق و پھوٹ کا سبب نہ بناؤ اور نہ اتحاد کو اختلاف کی وجہ بناؤ۔ مجھے امید ہے کہ اہلِ بہا اس مبارک کلمہ پر عمل کریں گے۔ واقعی ہر چیز خدا کی طرف سے ہے۔ یہ کلمہ دلوں اور سینوں میں چھپی بغض، حسد اور نفرت کی آگ بجھانے کے لیے پانی کی مانند ہے۔ اسی کلمہ کی بدولت مختلف جماعتیں حقیقی اتحاد کے نور سے بہرہ یاب ہو چکی ہیں" [۱۰]

---

[۸] مفتاح باب الابواب ص ۳۵۵

[۹] مجموعۃ الالواح از مازندرانی ص ۳۵۹

[۱۰] بہاؤاللہ والعصر الجدید ص ۱۲۳

ان جیسے دجالوں کے بارے میں شاعر نے کتنی سچی بات کہی ہے کہ:

ے ایک مخلوق ختم نہیں ہوتی کہ اسی جیسی اور آجاتی ہے اگر تو نے
کوئی بڑا کارنامہ بھی سرانجام دیا تو یہ تیرے لیے عار ہے۔

خدائے بزرگ و برتر نے سچ فرمایا ہے کہ: کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون (اللہ کے نزدیک ناراضگی کے اعتبار سے یہ بہت بڑی بات ہے کہ تم وُہ کچھ کہو جس پر خود عمل پیرا نہیں ہو"[۱۱]

اسے جھوٹے مکار! تو دعوٰی کرتا ہے کہ تیرا ظہور فتنوں کو ختم کر ڈالنے کے لیے ہے مگر تو خود ہی فتنے پھیلاتا ہے تو کہتا ہے کہ تمام ادیان ایک ہو جانے چاہئیں مگر تو خود ہی ان میں اختلاف پیدا کرتا ہے۔ تو زبان سے بکتا ہے کہ تمام اختلافات و افتراقات مٹ جانے چاہئیں اور پھر خود اختلاف کے شعلوں کو ہوا دیتا ہے۔

حیرت ہے کہ لوگوں کو جنگ وجدال سے رُکنے کی نصیحتیں کرتا ہے اور خود کو نہیں سمجھاتا۔ سب سے زیادہ جو شخص صلح و اتفاق کا حق دار ہے وہ تیرا اپنا بھائی ہے جس نے تیرے والد کو بستر پر جنم دیا ہے۔ تیرا وُہ بھائی کہ خود تو اپنے آپ کو اس کے مخلص مریدوں میں شمار کیا کرتا تھا اور اب تو خود اس سے برسرپیکار اور آمادۂ جنگ وجدال ہے؛ اسے گالیاں بکتا اور برا بھلا کہتا ہے؟ کہاں گئے تیرے دعوے اور تیری بکواسات؟

اور پھر تو نے خود ہی تو کہا تھا کہ: جو آدمی اس کے ساتھ (مازندرانی کے ساتھ) کسی بات پر جھگڑے اور جو اسے اس کے بھائی سے برتر قرار دے وہ دُنیا کا غافل ترین انسان ہے"[۱۲]

کبھی تو یہ کہتا ہے کبھی وہ کہتا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

تیرے اور تیرے دعووں کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر کا یہ قول کتنا سچا ہے کہ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (اگر یہ غیر اللہ کی طرف

---

[۱۱] الصف: ۳

[۱۲] کلمات مکنونہ از مازندرانی ص ۳

سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف نظر آتا)[۱۳]

حیران کن بات یہ ہے، حسین علی مازندرانی نے صرف خود ہی اپنے بھائی کو گالیاں بکنے اور اس کے ساتھ جنگ وجدال کرنے پر بس نہیں کی بلکہ وہ متبعین اور مریدوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ وہ اس کے بھائی مرزہ یحییٰ کو گالیاں بکیں۔اور اسے گالیاں بکنا اس کے مریدوں کے فرائض وواجبات میں داخل ہے۔

دیکھیے بہائیوں کا مبلغ وداعی جلبا تیجانی اسی کی راہ لگتے ہوئے اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لکھ رہا ہے کہ؛

جب نقطہ (یعنی شیرازی) غائب ہوگیا اور سب سے اعلیٰ پروردگار(مازندرانی) جل اسمہ ظاہر ہوا تو اس مکار نے آپ کی مخالفت کی۔اسلامی احادیث میں اسے دجّال کے نام سے پکارا گیا ہے۔اس گمراہ نے انیس آدمی متعین کردیے جو اہلِ ایمان کے قدموں میں لغزش پیدا کرنے کی کوششیں کرنے لگے" [۱۴]

یہ دشمنی وعداوت اور بغض وکینہ اسے صرف اپنے بھائی یحییٰ مازندرانی ہی کے ساتھ نہیں بلکہ بہائیوں کا شیطان تمام مذاہب اور اہل مذاہب کو اسی طرح گالیاں بکتا ہے۔اس کا یہ کہنا کہ؛ تمام ادیان والوں کے ساتھ رحمت ومحبت سے رہو"، ایک جال ہے جس میں وہ بیچارے سادہ لوح اور بے خبر لوگوں کو پھانستا ہے۔دیکھیے دلائل موجود ہیں:

اپنی کتاب "الایقان" میں — کاظم رشتی کے بعد شیخیہ کے راہنما "کریم خاں"، جس نے باب کو اس کے دعووں کی بناء پر کافر قرار دیا تھا— کے تبعین کے متعلق لکھتا ہے: وہ لوگ نغمہ، بلبل (یعنی اسے) چھوڑ کر کوے کی کائیں کائیں (یعنی کریم خاں) کو کافی سمجھ بیٹھے۔وہ لوگ گلاب کی خوبصورتی چھوڑ کر کوے کی بیٹ پر قناعت کر گئے" [۱۶]

---

[۱۳] النساء: ۸۲

[۱۴] مجموعۃ الرسائل از جلبا تیجانی ص ۱۰۸

[۱۵] بہاء اللہ والعصر الجدید ص ۱۲۳

[۱۶] الایقان ص ۱۳۰

اور کہتا ہے ، ہم قوم کے رئیسوں میں سے کچھ کانوں کو دیکھ رہے ہیں جو ہماری مخالفت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں"۔ [۱۷]

یہ کذاب مسلمانوں کو "شترِ بے مہار" کا لقب دیتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے: نقطۂ فرقان (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو ظاہر ہوئے بارہ سو اسی برس گزر چکے ہیں اور یہ سارے شترِ بے مہار ہر صبح فرقان کی تلاوت کرتے ہیں لیکن ابھی تک ایک حرف کا مقصود بھی نہیں سمجھ سکے"۔ [۱۸]

یہ بدبخت بہائیوں کو مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور تعلق رکھنا تو درکنار، بات چیت کرنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے بھی منع کرتا ہے۔ کہتا ہے:

خبردار، خدا کے دشمنوں کے ساتھ ایک ہی جگہ مت جمع ہونا۔ ان سے کوئی چیز مت سننا خواہ وہ تمہیں زبردست اور کرم والے اللہ کی آیات ہی کیوں نہ سنائیں۔ شیطان نے اکثر بندوں کو اسی طرح گمراہ کیا ہے کہ وہ اپنے رب کی اس چیز سے واقف ہو گئے تھے جو ان کے پاس موجود چیز سے زیادہ شیریں تھی۔ جس طرح تم مسلمانوں کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنے دلوں اور اپنی زبانوں سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن ہر وہ چیز جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل نہیں کرتے۔ اس پر وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اگر تم جانتے ہو"۔ [۱۹]

بہائیوں کے اس شیطان کے دل میں مسلمانوں کے خلاف اس قدر کینہ اور بغض موجود ہے اور اسی کینہ اور بغض کے ساتھ بہائیوں کی پرورش ہوئی ہے۔ اسی کے سہارے وہ پروان چڑھے ہیں۔

اب یہ لوگ کس طرح یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ بہائی اس حیثیت سے دوسرے تمام ادیان سے ممتاز ہیں کہ وہ سب کو وحدتِ ادیان کی دعوت دیتے ہیں؟ یہ کیسا اتحاد ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے سے بات چیت کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے سے منع کر دیا جائے؟

---

[۱۷] ایضاً ص ۱۷۱

[۱۸] ایضاً ایضاً ۱۱۲

[۱۹] مجموعۃ الالواح ص ۲۶۰

اگر یہی اتحاد ہے تو یہ بات صحیح ہے کہ مازندرانی اس اتحاد کا داعی ہونے کی حیثیت سے سب سے منفرد ہے اور اس سے پہلے کسی نے ایسے اتحاد کی دعوت نہیں۔ کاش میں سمجھ سکتا کہ کس طرح لوگ اس احمق و دیوانے آدمی سے دھوکہ کھا گئے جو خود اپنے اقوال کی مخالفت کرتا ہے۔ جو کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ: بہائی حضرات اتحاد و وحدت کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ ان کے بڑے بڑے مجرموں سے منقول آراء وخیالات اس قدر متضاد و متناقض ہیں کہ ان کے درمیان تطبیق کی کوئی صورت ہی ممکن نہیں۔ مثلاً حسین علی مازندرانی البہاء اپنی تعلیمات میں کبھی تو وحدت ادیان سے تمام ادیان کے درمیان تفاہم وتقارب اور عدم مخالفت مراد لیتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تمام ادیان کے پیروکاروں سے بے تعصبی برتی جائے اور ان پر تنقید و اعتراض کیا جائے اور نہ ان کی مخالفت کی جائے۔ چنانچہ کہتا ہے:

اے امتوں کے عالمو! علیحدگی سے نظریں پھیر لو اور باہمی قرب اور اتحاد کی طرف نظر رکھو۔ ایسے اسباب اختیار کرو جو تمام اہل جہان کے لیے راحت واطمینان کا باعث ہوں" ۲۰؎

اور کہتا ہے کہ "تمام ادیان کے ساتھ محبت والفت کے ساتھ رہو۔"

اور اس کا بیٹا عباس عبدالبہاء کہتا ہے، ہر آدمی کا فرض ہے کہ وہ تعصبات کو چھوڑ دے" ۲۱؎

ایک شخص نے اس سے سوال کیا، کیا یہ بات اچھی نہیں کہ میں اسی طریقہ پر رہوں جس طریقہ پر میں نے اپنی پوری زندگی گزاری ہے؟ تو اسے جواب دیتے ہوئے اس نے کہا: مناسب یہی ہے کہ تو اس راہ سے مت ہٹے۔ جان لے کہ ملکوت کسی خاص جماعت ہی کے ساتھ خاص نہیں۔ تو مسیحی رہ کر بھی بہائی ہو سکتا ہے، ماسونی ہو کر بھی بہائی ہو سکتا ہے۔ یہودی ہو کر بھی بہائی ہو سکتا ہے اور مسلمان ہو کر بھی بہائی ہو سکتا ہے" ۲۲؎

۲۰؎ نبذة من تعاليم البهائيه ص ۱۲۳

۲۱؎ مجلہ نجمة العرب ج ۹ عدد ۳

۲۲؎ خطابات عبد البهاء ص ۹۹

کبھی تو یہ معنی مراد لیتے ہیں اور کبھی یہی لوگ اتحاد و وحدت سے تمام لوگوں کا ایک ہی دین اور ایک ہی شریعت پر متفق ہو جانا مراد لیتے ہیں۔ اس کی مثال اسلمنٹ کے اپنے دوزخ کی طرف لے جانے والے قائد کے نقل کردہ وہ الفاظ ہیں جو مسٹر براؤن نے بیان کیے ہیں کہ: "پورا عالم ایک ہی دین پر متحد ہو جائے اور تمام لوگ بھائی بھائی بن جائیں۔ باہمی محبت و اتحاد پیدا ہو جائے اور تمام دینی اختلافات ختم ہو جائیں۔ پوری دنیا کے انسانوں کے درمیان پیدا ہر قسم کے اختلافات مٹ جائیں" ؎۲۳

مازندرانی لوح ملکہ وکٹوریہ میں لکھتا ہے، "اس چیز کے صحیح ہونے کی سب سے بڑی دلیل اور سب سے بڑا سبب روئے زمین پر موجود تمام انسانوں کا ایک ہی دین اور ایک ہی شریعت پر متحد ہو جانا ہے" ؎۲۴

اس مطلب میں اور اس معنیٰ میں فرق صاف اور واضح ہے۔ دونوں کے درمیان مغرب و مشرق کی دوری ہے۔ کیا تمام ادیان والے ایک دین پر جمع ہوتے اور ایک دوسرے کے قریب ہوئے ہیں۔

اس اصول پر تو خود مازندرانی، اس کا بیٹا اور اس کے متبعین بھی عمل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ خود بہائی ان دونوں میں سے کسی ایک تصور پر بھی عمل نہیں کر سکے جیسا کہ ہم نے خدا کے فضل سے پیچھے بیان کیا ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ، اگر وحدت ادیان سے چشم پوشی، ایک دوسرے کے قریب آنا، دوسرے کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آنا، گالی گلوچ سے بچنا اور سب کے ساتھ چلتے رہنا مراد ہے تو اس پر نہ بہائیوں کے خدا حسین علی نے عمل کیا ہے اور نہ بہائیوں کے نبی عباس آفندی نے اور نہ عام بہائیوں نے۔ ہم اس باب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں کہ حسین علی دوسرے تو ایک طرف خود اپنے بھائی کے ساتھ بھی نہ چل سکا، بلکہ وہ اپنے متبعین کو مسلمانوں سے بات چیت کرنے اور ان سے میل ملاپ رکھنے سے بھی منع کیا کرتا تھا۔

؎۲۳ کلمات بہاء اللہ

؎۲۴ لوح ملکہ فکتوریا للمازندرانی ؎۲۵ الکتاب الاقدس للمازندرانی

ہم مزید کچھ عبارتیں یہاں نقل کیے دیتے ہیں تاکہ بات پوری طرح واضح ہو جائے اور دنیا دیکھ لے کہ بہائیوں کے ان پر فریب، خوبصورت اور دلکش الفاظ کے پیچھے کیا چیز مخفی و مستور ہے۔ دنیا کو پتہ چل جائے کہ یہ لوگ اپنے مخالفین کو کس نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں۔ چنانچہ مازندرانی اپنی کتاب "الاقدس" میں جس کے بارے میں اس کا عقیدہ ہے کہ اس نے قرآن کریم کو منسوخ کر دیا ہے، لکھتا ہے: جو آدمی ایسی بات کہے جو وحی میں نازل نہیں ہوتی وہ مجھ سے نہیں۔ خبردار ہر گنہ گار و مجرم دعوائے کرنے والے کی پیروی نہ کرنا۔

اس سے بڑھ کر کہتا ہے کہ "خوشخبری اس کے لیے جس نے سنا اور دیکھا اور ہلاکت و بربادی ہے ہر انکار کرنے والے کافر کے لیے" [۲۶]

اس سے زیادہ واضح الفاظ موجود ہیں کہ: جس نے اس دین سے منہ موڑا وہ دوزخیوں میں سے ہے" [۲۸]

ایک اور کتاب میں کہتا ہے: جس نے ہماری اس مہر بند شراب میں سے نہ پیا جس پر ہم نے اپنے قیوم نام کی مہر لگائی ہے یقیناً وہ انوار توحید سے بہرہ یاب نہ ہوا اور نہ خدا کی کتابوں کا مقصود سمجھا وہ مشرکین میں سے ہے" [۲۹]

وہ لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ پوری دُنیا کو چھوڑ کر صرف اور صرف اس کی طرف متوجہ ہو جائیں اس ایک کے سوا اور کسی کو دیکھ ہی نہ سکیں۔

اس کا کہنا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی کوئی بات نہ سنی جائے اور نہ ہی لوگ اس کے علاوہ اور کسی سے کچھ سیکھیں اور علم حاصل کریں۔ لکھتا ہے:

اے ابن تراب، اندھا ہو جا تاکہ میرا جمال دیکھ سکے۔ بہرہ ہو جا تاکہ میرا خوبصورت نغمہ اور دلکش آواز سن سکے۔ بے خبر ہو جا تاکہ میرے علم سے بہرہ یاب ہو سکے۔ فقیر ہو جا تاکہ غنی ہو سکے۔ میرے سوا سب کو دیکھنے سے اندھا ہو جا۔ میرا کلام سننے کے علاوہ

[۲۶] ایضاً

[۲۷] ایضاً

[۲۸] ایضاً

[۲۹] اشراقات از مازندرانی ص ۱۴

سب کے لیے بہرہ بن جا۔ میرے علم کے سوا سب کے علم سے جاہل ہو جا۔ اے دو آنکھوں والے! پوری دنیا اور اہل دنیا سے اپنی نظریں ہٹا لے۔ مجھ پر اور میرے مقدس جمال پر نظر رکھ" ۳۰؎

اس سے بڑھ کر بھی کوئی عصبیت ہوگی؟ اس سے بڑھ کر غرور وتکبر کیا ہوگا کہ لوگوں کو کسی اور کی طرف دیکھنے اور ان کی کسی بات کے سننے تک کی اجازت نہیں؛

کیا مطلب ہوا چشم پوشی کا، ایک دوسرے کے قریب آنے کا اور اتحاد و اتفاق کا۔ کہاں ہے وہ کشادہ دلی و چشم پوشی جس کے بارے میں بہائی حضرات ڈھنڈورا پیٹ پیٹ کر اعلان کرتے نہیں تھکتے کہ پوری تاریخ مذاہب وادیان میں صرف ہم ہی ایسی کشادہ دلی اور وسیع ظرفی سے لے کر آئے ہیں۔ کیا یہ وسیع ظرفی اور کشادہ دلی ہے؛ اگر اسی کا نام کشادہ دلی ہے تو پھر ہمیں ان الفاظ کے معانی بدل دینے چاہئیں۔ ایک دوسرے سے دور ہونے کا نام قریب ہونا اور نفرت وکدورت کا نام الفت محبت رکھ دینا چاہیے۔

اس جاہلانہ اور شدید ترین تعصب کی ابتداء حسین علی مازندرانی اور بہائیوں ہی سے نہیں ہوئی بلکہ یہ سرمایہ انھیں اپنے اصلی جدِ امجد احمد شیرازی سے ورثہ میں ملا ہے شیرازی اپنی کتاب "البیان" میں لکھتا ہے،

سوائے اس کے جو البیان میں نازل ہوا ہے یا اس کتاب کے اس علم کے جو حروف سے متعلق ہے یا البیان کی شرح وغیرہ کے اور کسی چیز کا علم مت حاصل کرو" ۳۱؎

ایک دوسرے نسخے میں لکھتا ہے: البیان اور اس میں موجود علم کلام کے علاوہ اور کسی کتاب کو پڑھانا جائز نہیں" ۳۲؎

مازندرانی نے بھی یہ بات لکھی ہے کہ؛ تمام علوم اور ان کی قسمیں چھوڑ دو اور پھر اس قیوم کا نام مقام لوح جس نے اس متر افق کو روشن کیا ہے" ۳۳؎

حیرت وتعجب کی بات ہے کہ مازندرانی البہاء اپنے جھوٹے اور خالی دعووں کے

۳۰؎ کلمات مکنونہ ص ۴

۳۱؎ البیان العربی از شیرازی الباب العاشر

۳۲؎ ایضاً

۳۳؎ لوح البقعاء از مازندرانی

باوجود دوسروں کے متبعین سے نہ صرف دُور رہنے کا حکم دیتا ہے بلکہ ہر اُس کو آدمی کو گالیاں بکتا اور لعن طعن کرنا بھی شروع کر دیتا ہے جو اس کی مضحکہ خیز اور واہیات باتوں پر ایمان نہ لائے۔ چنانچہ "الاقدس" میں کہتا ہے:

"اے لوگو اللہ سے ڈرو اور ہر جاہل و مردود کی پیروی مت کرو"[۳۴]

اور کہتا ہے "کہہ دے کہ ہلاک ہو جائے تو اے جھوٹے اور غافل انسان"[۳۵]

ایک جگہ لکھتا ہے "چھپا اور پوشیدہ غیب ظاہر ہو چکا ہے (یعنی وہ خود) اور وہی ہے جس کے ذکر سے اگلوں اور پچھلوں کی کتابیں مزین ہیں اور اس کی تعریف و ثناء کر رہی ہیں۔ اس نے دنیا میں علم کا جھنڈا نصب کیا اور اسی نے قوموں کے درمیان توحید کا پرچم بلند کیا۔ اللہ کی ملاقات اس کی ملاقات کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی... وُہ حق لے کر ظاہر ہوا ہے۔ اس نے ایسا کلمہ کہا ہے جسے زمین و آسمان میں بسنے والا ہر فرد پکار اٹھا ہے سوائے اس کے جس کو خدا ہی نہ چاہے۔ اللہ پر ایمان اور اس کی معرفت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اس سے ظاہر ہونے والے ہر حکم کی تصدیق نہ کی جائے اور اس کے احکامات پر عمل نہ کیا جائے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ دنیا کی حفاظت اور قوموں کے بچاؤ کے لیے حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے۔ جس نے اقرار و اعتراف کیا اس کے لیے نور ہے اور جس نے پشت پھیر لی اور انکار کیا اس کے لیے آگ ہے"[۳۶]

بڑے فخر و غرور کے ساتھ بغیر کسی دلیل و سند کے تمام مذاہب کے بارے میں کہتا ہے:

"کہہ دے کہ اے میری قوم جو تمہارے پاس ہے تم اسے پڑھو اور جو ہمارے پاس ہے ہم اسے پڑھتے ہیں۔ خدا کی قسم اس کے ذکر کے وقت پوری دنیا کے افکارات اور جو کچھ بھی تمام قوموں کے پاس ہے ذکر نہیں کیا جاتا۔"

اسی لیے بہائی اپنے مخالفین کی کتابیں ختم کرتے رہتے تھے جیسا کہ انگریز مستشرق پروفیسر براؤن نے "نقطۃ الکاف" کے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ: بہائیوں نے ہر اس کتاب کو مٹا ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کی جس میں ان کے مخالفین کا ذکر موجود تھا"[۳۸]

---

۳۴ الاقدس از مازندرانی

دار الحدیث راجووال ضلع اوکاڑہ

ہماری جماعت کے مخلص، نیک اور نامور بزرگ مولانا محمدؐ یوسف صاحب کے زیر اہتمام چلنے والا مدرسہ ہے۔ وُہ منفرد دینی ادارہ ہے جس کی مثال اپنوں میں ہی نہیں بیگانوں میں بھی خال خال ہی ملے گی۔

شہروں سے دور ایک چھوٹی سی بستی میں جو ہر چہار طرف سے بدعت و خرافات کے مراکز میں گھری ہوتی ہے آج سے پینتیس برس قبل کتاب و سنت کی آواز سے آشنا ہوئی اور اپنے گہوارے میں سنت کے شیدائیوں اور فدائیوں کا ایک مرکز بلند ہوتا ہوا دیکھنے لگی جو آج اس قدر بالا و بلند ہو چکا ہے کہ پوری بستی اس میں سمٹ آتی ہے اور اس نے نہ صرف اس بستی کو گرد و پیش میں متعارف کروایا ہے بلکہ اس کی شہرت پاکستان بھر میں پھیل چکی ہے۔ مجھے بارہا اس مرکزِ شوق میں حاضری کا موقعہ ملا۔ میں نے اسے ہمیشہ پہلے سے اجلا، اعلیٰ اور بلند و بالا ہی پایا۔ اور خود یہ بھی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ اس طرح کے مراکز کس طرح گرد و پیش کی ہدایت کے لیے مینارۂ نور بن جاتے ہیں اور کتاب و سنت کے ابرِ رحمت کے برسنے کا ذریعہ قرار پاتے ہیں۔ خداوند عالم اس منبع رشد و ہدایت کو تا با ابد سلامت رکھے اور اس کے منتظمین اور معاونین کو دارین میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار فرمائے۔

آمین۔

احسان الٰہی ظہیر

علامہ صاحبؒ کی تحریر کا نمونہ و دستخط

۱۲ر نومبر ۱۹۸۲ء